سودی دادوستد: ایک علمی وعقلی تجزیہ

مولانا محمد نعیم صدیقی ندوی۔ ایم۔ اے (علیگ) دار المصنفین اعظم گڈھ

(بیسویں صدی نے اپنی نفسانیت کی تسکین کے لئے شریعت کے متعدد منصوص محرمات مثلاً سود اور رشوت وغیرہ کے جواز کے لئے نہایت لچر تاویلات اور سطحی دلائل سے کام لیا اور ان پر جدید اصطلاحات کے خوش نما دلنظر فریب پردے ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ متغربین یا تجدد پسندوں کا یہ طبقہ بہت ہی منظم طور پر اسلام کے خلاف سازش میں مصروفِ عمل ہے۔ مال و زر کے خزانے اور ارباب سیاست کی حوصلہ افزائی ان کی پشت پناہ ہے۔ یہ صحیح ہے کہ "چراغ مصطفوی" سے "شرار بولہبی" کی ستیزہ کاری اس عہد کی کوئی خصوصیت یا امتیاز نہیں ہے۔ لیکن قلم کا جگر شق ہوا جاتا ہے اس حقیقت کا اظہار کرتے ہوئے کہ متجددین کی ان اسلام مخالف سازشوں کی زد میں بہت سے ایسے ثقہ و سنجیدہ اہل علم اور ممتاز اسلامی ادارے بھی آگئے جن کا مشن اور مقصدِ قیام ہی مستشرقین یورپ اور... متغربین کی اسلام کے خلاف پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کا ازالہ اور اسلام کا دفاع کرنا تھا۔ درحقیقت یہ اس وقت کی ایک نہایت ہی تشویشناک صورت حال ہے۔ اگر خدانخواستہ کعبہ سے ہی کفر کی افزائش ہونے لگے تو پھر اسلام اور مسلمانوں کا وجود کہاں باقی رہ جائے گا۔ العیاذ باللہ) "نعیم"

ربا کی تعریف | ربا کے اصل معنی زیادتی اور بڑھوتری کے ہیں۔ لیکن اصطلاح فقہ میں اس زیادتی کو کہتے ہیں جو قرض پر بعاوضۂ اصل لی جاتی ہے۔ یعنی دائن ایک متعینہ رقم معینہ مدت کے لئے قرض دے اور اس مدت کے عوض اپنے اصل کے علاوہ مزید کچھ وصول کرے جس کے مقابل کوئی عوض نہیں ہے۔

جاہلی عرب جو ربوی کاروبار کرتے تھے وہ بعینہ وہی تھا جسے آج کل سود کہتے ہیں۔ سرمایہ دار اپنے مقروض سے کہتا کہ میں تمھیں مثلاً سو روپیہ قرض دیتا ہوں۔ تم اگلے سال سوا سو روپے ادا کر دینا۔ وقت معینہ آنے پر وہ مدیون سے اس کا مطالبہ کرتا۔ اگر وہ ادا نہ کرسکتا تو دائن کہتا کہ میں مدت ادائگی میں اضافہ کرتا ہوں تم رقم بڑھا دو۔ اس طرح وہ بے چارہ کبھی ادا نہ کرسکتا اور سود کی رقم دوچند سہ چند ہو جاتی۔ غرض یہی طریقۂ سود جاہلیت میں رائج اور مشہور و معلوم تھا ہاں ادھر دو صدیوں سے یورپ کے بقالوں نے اس طریقہ میں کچھ مزید اضافہ کیا کہ بجائے مہاجنی اور شخصی سطح پر سودی کاروبار کے انھوں نے اسے تجارتی سطح پر شروع کیا۔ بنیکنگ سسٹم اور انٹرسٹ کا نظام قائم کیا یہ محض ایک خوش نما فریب ہے ورنہ دونوں طریقوں میں کوئی قابل لحاظ فرق نہیں ہے۔ پہلی صورت میں ایک ہی سرمایہ دار غریبوں کا خون چوسکر اپنی تجوری گرانبار کرتا تھا۔ اور دوسری صورت میں چند سرمایہ دار مل کر غریب عوام کو لوٹتے ہیں۔

ہجرت کے اٹھویں سال فتح مکہ کے موقع پر حرمت سود کی آیتیں نازل ہوئیں ظاہر ہے جہاں یہ فاسد مادہ پورے معاشرہ میں ساری ہو اور اسی کے شب و روز اسی ماحول میں گذرتے ہوں اور جہاں اس لعنت کو معاشی و اقتصادی ترقی کے لئے ایک جزو لاینفک خیال کیا جاتا ہو وہاں سے اچانک اور یک بیک اس نظام کی بیخ کنی دشوار تھی۔ اس لئے بتدریج اس کو ختم کرنے کے احکام نازل

ہوئے۔ یہاں تک کہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر آپ نے اس کاروبار کی ممانعت فرمادی ارشاد فرمایا۔

وربا الجاهلية موضوعة وأول ربا أضع ربا عباس بن عبد المطلب فانه موضوع كله۔ (صحیح مسلم بروایت ابن جابر)

اور زمانہ جاہلیت کا سود چھوڑ دیا گیا اور سب سے پہلا سود جو میں چھوڑتا ہوں وہ عباس ابن عبدالمطلب کا ہے۔ وہ سب کا سب چھوڑ دیا گیا۔

چونکہ آیت ربوا میں صرف سودی دادوستد کے چھوڑنے کی تاکید اور اس پر وعید شدید کا ذکر تھا۔ لیکن ربا کی شکلوں کی وضاحت نہیں فرمائی گئی تھی۔ اس لئے اس وقت جو ربا متعارف و معلوم تھا۔ اس کو تو مسلمانوں نے فوراً ترک کردیا اسکے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مفہوم میں وسعت فرما کر بیع و شرار کی کچھ ایسی شکلوں کو بھی اس میں شامل کردیا جس میں کسی ایک فریق پر زیادتی ہورہی ہوتی تھی اور چونکہ ربوا کی اصل روح و اسپرٹ منافع کی منصفانہ تقسیم ہے اس لئے جہاں کہیں بھی یہ روح مفقود ہو وہ ربوا میں داخل سمجھا جائے گا۔ ربا کی اس قسم کو ربا الفضل کہا گیا ہے۔ گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ربوا کی ایک نئی قسم کا انکشاف کیا۔ جس کا مفہوم پہلے سے معلوم و متعارف نہ تھا۔ ارشاد فرمایا:۔

الذهب بالذهب والفضة بالفضة والبر بالبر والشعير بالشعير والتمر بالتمر والملح بالملح مثلاً بمثل يداً بيد فمن زاد واستزاد فقد اربى الاخذ

سونا سونے کے بدلے۔ چاندی چاندی کے بدلے گیہوں گیہوں کے بدلے۔ کھجور کھجور کے بدلے۔ نمک نمک کے بدلے لیا جائے۔ تو اس کا لین دین برابر سرابر ہونا چاہئے۔ اس میں کمی بیشی یا ادھار ربوا کے حکم میں ہے۔ جس کے گناہ میں لینے

والمعطی فیہ سواء۔ (بخاری) والا اور دینے والا دونوں برابر ہیں۔
لوگوں کے لئے یہ ایک نیا انکشاف تھا کہ ان چھ اشیار مذکورہ میں بھی کمی بیشی ناجائز ہے۔ چنانچہ انھوں نے اس کو عقل و قیاس سے بعید خیال کیا۔ اور اس کے قبول کرنے میں بھی تامل کیا۔ جیسا کہ حضرت عباس شروع میں اس قسم کی حرمت کے قائل نہ تھے۔ مگر چونکہ یہ حدیث صحیح سند کے ساتھ حضرت ابوسعید الخدری جیسے ثقہ راوی سے مروی ہے۔ اس لئے جب حضرت عباس کو اس کا علم ہوا تو انھوں نے اپنے سابقہ مسلک سے رجوع کرلیا (کما رواہ مسلم)[1]

ربا کی دو قسمیں | سود ی داد وستد کی دو قسمیں ہیں۔ جیسا کہ فقہار نے تصریح کی ہے۔

۱۔ ربا النسیۃ
۲۔ ربا الفضل

ربا النسیۃ تو وہی جو ربا جاہلیت کے نام سے معروف ہے۔ یعنی قرض و ادھار پر نفع لینا۔ اور ربا الفضل کی حرمت حضور اکرم نے اپنے قول سے فرمائی۔ چونکہ یہ بیع کی ایک شکل تھی اس لئے صحابہ کو اس کے سمجھنے میں دشواری پیش آرہی تھی۔ اسکو "ربا الحدیث" بھی کہتے ہیں۔

ربا جاہلیت کیا تھا؟ امام رازی اس کی تشریح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

اعلم ان الربا قسمان. ربا النسیئۃ وربا الفضل. اما ربا النسیئۃ فھو الامر الذی کان مشھوراً متعارفاً فی الجاھلیۃ وذلک انھم کانوا یدفعون المال علی	سمجھ لو کہ ربا کی دو قسمیں ہیں۔ ایک ادھار کا ربا دوسرے تقدیر زیادتی کا ربوا۔ ادھار کا ربوا تو وہی ہے جو جاہلیت سے مشہور و متعارف چلا آتا ہے جس کی صورت یہ ہے کہ لوگ اپنا

---

[1] امام فخرالدین رازی نے اپنی تفسیر کبیر میں بھی اس کا ذکر کیا ہے۔

انهم يأخذون أكل شهر قدرًا معينًا ويكون رأس المال باقيًا. ثم إذا حل الدين طالبوا المديون برأس المال فإن تعذر عليه الأداء زادوا في الحق والأجل وهذا هو الربا الذي كانوا في الجاهلية يتعاملون به وأما ربا النقد فهو أن يباع من الحنطة بمنوين منها وما أشبه ذلك. [1]

روپیہ اس شرط پر دیتے کہ اتنا روپیہ ماہوار مدیون کو سود ادا کرنا ہوگا۔ اور رأس المال بدستور باقی رہے گا۔ پھر جب قرض کی میعاد پوری ہو جاتی تو وہ قرضدار سے اپنا رأس المال طلب کرتے اور اگر وہ اسوقت ادائیگی سے عذر کرتا تو دائن میعاد میں اور زیادتی کر دیتا اور اس کا سود بڑھا دیتا تھا۔ اور ربا نقد یہ ہے کہ ایک من گیہوں کے بدلے دو من لیا جائے اور اسی طرح دوسری اشیاء۔

اس طرح ابوحیان اندلسی آیت ربوا کے ذیل میں لکھتے ہیں:۔

وكان أهل الجاهلية إذا حل دينه على غريمه طالبه فيقول زدني في الأجل وأزيدك في المال فيفعلان ذلك ويقولان سواء علينا الزيادة في أول البيع بالربح أو عند المحل لأجل التأخير فكذبهم الله [2]

جب قرض کی ادائیگی کا وقت آجاتا تو اہل جاہلیت قرضدار سے مطالبہ کرتے تو قرضدار کہتا کہ تم مدت میں اضافہ کر دو میں مال میں اضافہ کر دوں گا۔ پس دونوں ایسا ہی کرتے اور کہتے کہ خواہ بیع میں نفع سے زیادتی لیں یا مدت آنے پر موخر کر کے نفع لیں دونوں برابر ہے۔ پس اللہ نے ان کے اس قول کی تکذیب کی۔

---

[1] تفسیر کبیر جلد ۲۔ [2] البحر المحیط ج ۲ ص ۳۳۵

واضح رہے کہ یہ بیع ورلوا کو ایک ہی کہنے والے بنو ثقیف تھے۔ چونکہ اس وقت سب سے متمول قبیلہ یہی تھا۔ اور سودی داد وستد کی لعنت میں وہی سب سے زیادہ مبتلا تھے۔ جیسا کہ مفسر ابوحیان نے تصریح کی ہے۔

کانت ثقیف اکثر العرب ربا فلما نهوا عنه قالوا انما البیع مثل الربا۔

عرب میں ثقیف ہی سب سے زیادہ سودی کاروبار کرنے والے تھے۔ جب ان کو اس سے منع کیا گیا تو انھوں نے کہا بیع تو ربا ہی کی طرح ہے۔

حرمت سود قرآن میں | ربا کی حرمت پر ائمہ و فقہاء کا اجماع ہے۔ جس میں کسی تاویل یا شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ قرآن کی آٹھ آیتوں میں اور چالیس احادیث نبوی میں شدت سے سودی داد وستد کی ممانعت وارد ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ سودی کاروبار کرنے والوں سے اعلان جنگ تک کی دھمکی دی گئی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے

الذِیۡنَ یَاۡکُلُوۡنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوۡمُوۡنَ اِلَّا کَمَا یَقُوۡمُ الَّذِیۡ یَتَخَبَّطُہُ الشَّیۡطٰنُ مِنَ الۡمَسِّ ذٰلِکَ بِاَنَّہُمۡ قَالُوۡۤا اِنَّمَا الۡبَیۡعُ مِثۡلُ الرِّبٰوا۔ وَ اَحَلَّ اللّٰہُ الۡبَیۡعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا فَمَنۡ جَآءَہٗ مَوۡعِظَۃٌ مِّنۡ رَّبِّہٖ فَانۡتَہٰی فَلَہٗ مَا سَلَفَ وَ اَمۡرُہٗۤ اِلَی اللّٰہِ وَ مَنۡ عَادَ فَاُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ۔

جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ قیامت کے روز اس طرح کھڑے ہوں گے۔ جیسے کہ وہ جس کو شیطان لپٹ کر خبطی بنادے (یعنی حیران و پریشان) یہ انجام کار اس لئے کہ انھوں نے کہا تھا کہ بیع ربا ہی کی مثل ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال اور ربا کو حرام قرار دیا۔ پس جس کے پاس اس کے پروردگار کی طرف سے نصیحت آئی اور وہ باز رہا تو جو کچھ وہ پہلے لے چکا وہ تو اسی کا رہا اور اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور جو شخص پھر

سود کرے۔ پس وہ لوگ جہنم میں جائیں گے
اور اس میں دائمی رہیں گے۔

آیت مذکورہ میں سود خور کی تشبیہ ایک آسیب زدہ مجنوں سے دی گئی ہے۔ جو ظاہر ہے۔ ہر عمل کی جزا اس کے مناسب ہی ہوتی ہے۔ آج اس دنیا ہی میں شب و روز کے مشاہدہ میں آتا رہتا ہے کہ سود خوار مال و دولت کی افزائش میں دن رات منہمک رہتا ہے نہ خواب و خور کی فکر نہ راحت و آرام کا خیال۔ پوری مفلس قوم کی حالت سے اس کو کوئی سروکار نہیں رہتا ہے دنیا کی یہ مدہوشی یوم الحساب میں آسیب زدہ خبطی کی شکل میں ظاہر ہوگی۔

اس آیت بالا میں سود خوار کی سزا کا سبب یہ بتلایا گیا کہ انھوں نے بیع و ربا کو یکساں قرار دے لیا تھا۔ حالانکہ دونوں کے ظاہری فرق کے علاوہ اللہ جل شانہ نے بیع کو حلال قرار دیا ہے اور ربا کو حرام گویا وہ دوہرے جرم کے مرتکب ہوئے۔ ایک تو یہی کہ خدا نے جس چیز کو حرام قرار دیا اس کے جواز کے قائل ہوئے۔ دوسرے اس کے جواز کے لئے لغو قسم کی تاویل سے کام لیا۔

بیع و ربا کا ایک سامنے کا فرق تو ہر صائب فکر پر واضح ہے کہ بیع و شرا میں دونوں طرف مال ہوتا ہے۔ اور تبادلہ جنسین ہوتا ہے۔ اس کے برخلاف قرض و ادھار میں جو زیادتی دائن سود کے نام سے لیتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں کوئی مال نہیں بلکہ اجل و میعاد ہے (یعنی ادائیگی قرض کی مدت) جو ظاہر ہے "مال" نہیں۔ پھر اس کو یہ زیادتی لینے کا کیا استحقاق؟ جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔ ایسا کہنے والے طائف کے مشہور سرمایہ دار بنو ثقیف تھے۔ جو اس وقت تک مشرف باسلام نہیں ہوئے تھے۔

ایک اشکال اور اس کا جواب | غالباً بے محل نہ ہوگا کہ اسی جگہ بعض لوگوں کے اس اشکال کو بھی حل کر دیا جائے کہ احل اللہ البیع وحرم الربٰوا

قول خداوندی نہیں ہے بلکہ ان ہی لوگوں کا قول ہے جنھوں نے بیع و ربا کو مماثل قرار دیا تھا اور یہ جملہ ماقبل ہی سے متعلق ہے۔ حالانکہ جمیع مفسرین کرام کا اتفاق ہے کہ یہ اللہ جل شانہ ہی کا قول ہے۔

چنانچہ چوتھی صدی ہجری کے جلیل القدر مفسر ابن جریر طبری آیت مذکورہ کے تحت رقمطراز ہیں:۔

قال اللّٰہ لیست الزیادۃ من وجہ البیع نظیر الزیادۃ من وجہ الربٰو لانی احللت البیع وحرمت الربا والامر امری والخلق خلقی اقضی فیہم ما أشاء[1]	اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ وہ زیادتی جو بیع میں حاصل ہوتی ہے وہ ربا کی زیادتی کے مماثل نہیں اس لئے کہ میں نے بیع کو حلال اور ربا کو حرام قرار دیا اور ظاہر ہے حکم میرا ہی چلے گا۔ مخلوق میری ہے جو چاہوں گا وہی فیصلہ نافذ ہوگا

امام فخر الدین رازی نے ؂ احل اللّٰہ البیع وحرم الربا ؂ کو قول خداوندی ثابت کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

اما اکثر المفسرین فقد اتفقوا علی ان کلام الکفار انقطع عند قولہ انما البیع مثل الربا واما قولہ احل اللّٰہ البیع وحرم الربا فہو من کلام اللّٰہ تعالیٰ ونصہ علی ھذا الفرق ذکرہ ابطالا لقول الکفار انما البیع مثل الربا	اکثر مفسرین نے اس امر پر اتفاق کیا ہے کہ کفار کا کلام انما البیع مثل الربا پر ختم ہوگیا اور احل اللہ البیع وحرم الربا اللہ جل شانہ ہی کا کلام اور اس کا اس فرق پر نص ہے جسکو اس نے کفار کے قول انما البیع مثل الربا کو غلط ثابت کرنے کے لئے کیا ہے اور اس قول کی صحت پر کئی دلیلیں

[1] تفسیر طبری ج ۳ ص ۶۴

والحجة علی صحة ھذا القول وجوہ[1] ہیں:

اس صراحت کے بعد امام رازیؒ نے تفصیل تین وجوہ بیان کئے ہیں۔ جن میں سے دوسری اور تیسری دلیل بہت ٹھوس ہے۔ جو درج ذیل ہے۔

".. بیع وشراء کے تمام مسائل میں امت مسلمہ اس آیت پر ہمیشہ عامل رہی۔ یہ اسی وقت ممکن ہے جب انھیں اس بات کا علم رہا ہو کہ یہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ ورنہ بصورت دیگر اس سے ان کے لئے استدلال جائز نہ ہوتا"

"اللہ جل شانہ نے اس جملہ کے فوراً بعد فرمایا فمن جاءہ موعظة من ربہ... الخ بس اس کلام کا مطلب یہ ہوا کہ جب کفار کے دلوں میں انما البیع مثل الربا۔ کا شبہ پیدا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے شبہ کو زائل اور ان کی مماثلت کو باطل کرنے کے لئے یہ جملہ ارشاد فرمایا، اگر احل اللہ البیع وحرم الربا اللہ تعالیٰ کا قول نہ ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے شبہ کا جواب بھی موجود نہیں۔ پھر فمن جاءہ موعظة من ربہ.... اس جگہ مناسب و موزوں نہ ہوتا۔"[1]

حافظ جلال الدین سیوطی رقمطراز ہیں:۔

کان الرجل اذا حل مالہ علی صاحبہ یقول المطلوب للطالب زدنی فی الاجل وازیدک علی مالک فاذا فعل ذلک قیل لھم ھذا ربا۔ قالوا سواء	جب کسی کا قرض دوسرے پر باقی ہوتا۔ اور وقت ادائیگی آجاتا تو مدیون دائن سے کہتا کہ تم مدت میں زیادتی کردو میں تمہارا مال بڑھادونگا۔ جب وہ یہ عمل کرتے تو

---

[1] تفسیر کبیر ج ۲ ص ۵۳۵

علینا ان زدنا فی اول البیع او عند
محل المال فهما سواء. فاکذبهم
الله تعالیٰ فقال احل الله البیع
وحرم الربا فمن جاءہ موعظة
من ربه. یعنی البیان الذی
فی القرآن فی تحریم الربا۔[1]

ان سے کہا جاتا کہ یہ ربا ہے، وہ جواب
دیتے کہ چاہے بیع کے وقت زیادتی
لے لی جائے، یا مدت ادائیگی آنے پر دونوں
برابر ہے۔ پس اللہ نے ان کی تکذیب کرتے
ہوئے فرمایا۔ احل البیع وحرم الربا الخ
یعنی قرآن میں تحریم ربا کے بارے میں جو
صراحت آئی ہے۔

علامہ الوسی بغدادی اسی آیت کے ذیل میں رقمطراز ہیں:-

جملة مستأنفة من الله تعالیٰ
ردا علیهم ولتسویتهم وحاصله
ان ماذکرتم قیاس فاسد الوضع
لانه معارض للنص فهو من عمل
الشیطان علی ان بین البابین
فرقا وهو ان من باع ثوبا یساوی
درهما بدرهمین فقد جعل الثوب مقابلا لدرهمین
فلا شیء منهما الا وهو فی مقابلة شیء من الثوب
واما اذا باع درهما بدرهمین فقد
اخذ الدرهم الثانی بغیر عوض
ولا یمکن جعل الامهال عوضا اذ
الامهال لیس بمال حتی یکون فی مقابلة

یہ ایک نیا جملہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے کفار
اور ان کے بیع وسود کو مماثل قرار دینے
کا رد کرتے ہوئے وارد ہوا ہے۔ حاصل
کلام یہ ہے کہ تم نے جو ذکر کیا وہ غلط قیاس ہے
جو نص کے معارض ہے اور شیطانی عمل
ہے نیز اس بنا پر کہ دونوں میں فرق ہے
وہ یہ کہ جو شخص ایک درہم کے کپڑے کو دو درہم
میں فروخت کرے تو اس نے کپڑے کو دو ہی
درہم کے مقابل ٹھہرایا پس وہ پورے کپڑے
کی قیمت قرار پا جائے گی اور ربا یہ کہ جو ایک
درہم دو درہم کے عوض فروخت کرے تو
وہ ایک درہم بغیر عوض لے گا اور یہ ممکن

[1] الدر المنثور ج ۱ ص ۳۶۵

للال۔ [1] نہیں کہ وہ مہلت کو عوض قرار دے چونکہ
احمال (مہلت دینا) مال نہیں کہ وہ مال
کے مقابل ٹھہر سکے۔

محدث شہیر علامہ انور شاہ کشمیریؒ اسی آیت کے سلسلہ میں فرماتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ (واحل اللہ البیع وحرم الربا) ھذا جواب عن قولھم انما البیع مثل الربا۔ حاصل الجواب انکم کیف حکمتم بالتسویۃ بین البیع والربا مع الفرق الجلی بینھما۔ فان البیع حلال والربا حرام۔ [2]

اللہ تعالیٰ کا قول واحل اللہ البیع و حرم الربا تاویل کرنے والوں کے قول انما البیع مثل الربا کا جواب ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ تم بیع و ربا میں مماثلت کیسے کرتے ہو۔ جب کہ ان دونوں میں نہایت نمایاں فرق ہے۔ اس لئے کہ بیع حلال ہے اور ربا حرام۔

مذکورۃ الصدر تفسیروں کے علاوہ شوکانی، خازن، جصاص، ابوالسعود، کشاف اور البحیان توحیدی وغیرہ تمام مفسرین نے بصراحت لکھا ہے کہ احل اللہ البیع وحرم الربا اللہ عزوجل ہی کا قول ہے۔ جو اس نے بنو ثقیف کا رد کرتے ہوئے ارشاد فرمائے۔ اب رہا یہ سوال کہ "اگر یہ قول خداوندی ہے تو اس کا یہ محل نہ تھا۔ بلکہ وہیں تھا۔ جہاں اضعافاً مضاعفۃ سود کی ممانعت ہے" تو یہ یکسر سوءِ تفاہم پر مبنی ہے۔ معمولی غور سے واضح ہوتا ہے کہ اس کا اصل موقع بیان یہی ہے۔ قرآن حکیم نے تاویل کرنے والوں کے ساتھ درحقیقت "منہ توڑ جواب" والا طرز اختیار کیا ہے اگر ان تاویل کرنے والوں کی تکذیب فوراً نہ کی جاتی تو پھر کب؟ کوئی شخص آپ کے

[1] روح المعانی ج ۳ ص ۴۳ [2] فیض الباری ج ۳ ص ۱۵۳

سامنے آپ سے کوئی غلط بات منسوب کرے تو کیا آپ فوراً خاموش رہکر آئندہ کسی موقع کے منتظر رہیں یا علی الفور اپنی صفائی میں جواب دیں گے ؟

مزید براں بصورت دیگر آگے کا کلام فمن جاءہ موعظۃ من ربہ الخ ۔ بے ربط ہو جاتا ہے۔ آخر وہ موعظۃ کیا تھی ؟ یہی حلت بیع و حرمت ربا !! یعنی جس کو یہ حکم قرآنی معلوم ہوگیا اور وہ پھر اس سے محفوظ رہا تو جو کچھ پہلے لے چکا وہ تو اسی کا ہے۔ لیکن حرمت ربوا کا علم ہو جانے کے بعد جو ایسا کرے گا اس کی سزا خلود فی النار ہے اس کے علاوہ مفسرین کا اجماع ہے کہ حرمت سود کی آیات کا نزول بتدریج ہوا ہے ۔اور اضعافاً مضاعفۃ والی آیت اس سلسلہ میں سب سے پہلے نازل ہوئی۔ جس میں اولاً صرف دوچند سہ چند سود لینے کی ممانعت کی گئی اس کے بعد رفتہ رفتہ اس بیخ گرفتہ نظام کو بدلنے کے لئے آیات تحریم سود کا نزول ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ سب سے آخر میں یہی آیت :۔ احل اللہ البیع وحرم الربا نازل ہوئی۔ اور اس نے علی الاطلاق ہر قسم کے معمولی غیر معمولی سود کو حرام قرار دیدیا۔

راقم سطور کو یہ بحث اس لئے تفصیل اور وضاحت سے کرنی پڑی کہ آج کل اسلامی ثقافت اور تحقیقاتِ اسلامی کے نام پر ہند و پاک میں قائم بعض اداروں کے محققین بہت شد و مد کے ساتھ یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ قرآن میں کہیں صراحت کے ساتھ ربا کی حرمت کا ذکر نہیں آیا ہے۔ بلکہ اس پر صرف وعید شدید ہی پر اکتفا کیا گیا ہے۔ یا پھر "اضعافاً مضاعفۃ" (غیر معمولی) سود لینے کی ممانعت ہے۔ حالانکہ آیت پیش نظر جو تحریم سود کی اساس ہے۔ نہایت صراحت اور اطلاق کے ساتھ حرمت ربا کا اعلان کرتی ہے۔

حرمت ربوا کے سلسلہ میں دوسری آیت میں سود خواروں کو اتنی شدت کے ساتھ متنبہ کیا گیا ہے کہ قرآن میں کہیں دوسرے گنہگاروں سے ایسی سختی کے ساتھ شاید ہی

خطاب کیا گیا ہو۔ قرآن نے تو یہاں تک کہدیا کہ :۔

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبَا اِنْ کُنْتُمْ مُؤْمِنِیْنَ۔ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ۔ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَکُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِکُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ (البقرہ ۳۸ ۔ پارہ ۳)	اے مومنو! اگر تم ایمان رکھتے ہو تو اللہ سے ڈرو اور جو سود لوگوں کے ذمہ باقی ہے اس کو چھوڑ بیٹھو۔ اور اگر ایسا نہیں کرتے تو پھر اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ اور اگر توبہ کرتے ہو تو تم کو اصلی رقم ملیگی۔ نہ تم کسی کا نقصان کرو اور نہ کوئی تمہارا نقصان کرے۔

شریعت اسلامیہ کی بنیاد انصاف پر قائم ہے۔ بیع و شراء یا معاملات کی جتنی ایسی قسمیں ہو سکتی ہیں۔ جہاں کسی فریق کا ضرر و نقصان ہے۔ اس کو شرعاً ممنوع قرار دے دیا ہے۔ جیسا کہ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لعنت قبل اسلام اتنی عام ہو چکی تھی کہ کوئی بھی متنفس اس سے مامون نہ تھا۔ اہل جاہلیت کے رگ و پے میں یہ جراثیم سرایت کر چکے تھے۔ ایسی عام وبا کو بیک حکم منسوخ کرنے سے بہت سے عوائق اور مشکلات پیدا ہو سکتی تھیں۔ اس لئے تدریج حرمت ربوا کے احکام نازل ہوئے چنانچہ مفسرین کا اتفاق ہے کہ آیت احل اللّٰہ البیع وحرم الربا "تحریم سود کے سلسلہ کی آخری آیت ہے جیسا کہ سطور بالا میں ذکر آچکا ہے۔

متذکرہ صدر آیت کے شان نزول میں کتب تفاسیر میں کئی واقعے مذکور ہیں۔ مثلاً

۱۔ حضرت عباس اور بنی مغیرہ کا ایک شخص زمانہ جاہلیت میں شرکت میں کاروبار کرتے تھے۔ ان کے پچھلے سود کے حساب میں بہت بڑی رقم بنو ثقیف کے ذمہ واجب الاداء تھی۔ [1]

---

[1] الدر المنثور ج ۱ ص ۳۶۶۔

۲۔ مقاتل کا قول ہے کہ قبیلہ ثقیف کے چار بھائی مسعود، عبد یا لیل، حبیب اور ربیعہ جو عمرو بن عمیر ثقفی کے لڑکے تھے بنی مغیرہ سے سودی لین دین کرتے تھے۔ یہ آیت ان ہی کے بارے میں نازل ہوئی۔ [1]

۳۔ سدی کا قول ہے کہ یہ آیت عباس بن عبد المطلب اور بنی المغیرہ کے ایک شخص کے بارے میں نازل ہوئی جو شرکت میں کاروبار کرتے تھے۔ [2]

ان تینوں واقعات میں کوئی تضاد نہیں۔ ممکن ہے یہ حکم تینوں کے بارے میں نازل ہوا ہو۔ غرض یہ کہ قبول اسلام کے بعد جب سابقہ سود کے مطالبات آپس میں پیش ہوئے تو ان آیات کا نزول ہوا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ تحریم ربا کے بعد اس کی بقایا رقومات کا لین دین بھی جائز نہیں۔ ہاں اتنی رعایت ضرور دی جاتی ہے کہ عدم واقفیت کے باعث جو رقوم سود کی مد میں لے چکے اس میں تصرف تمہارے لئے جائز ہے۔ لیکن آیت بالا میں جو صرف راس المال کا استحقاق بتلایا گیا ہے وہ بھی توبہ کے ساتھ مشروط ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ عدم توبہ کی صورت میں راس المال بھی ضبط ہو سکتا ہے۔

تحریم سود، احادیث میں اب ذیل میں تحریم ربا کے سلسلہ کی چند احادیث نبوی درج کی جاتی ہیں۔

۱۔ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آکل الربا وموکلہ وکاتبہ وشاھدیہ وقال ھم سواء (رواہ مسلم وغیرہ)	حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے، سود دینے والے، سودی تحریر لکھنے والے اور سودی شہادت دینے والے پر لعنت فرمائی۔ نیز فرمایا کہ یہ سب برابر ہیں۔

[1] تفسیر کبیر ج ۲ ص ۵۴۰۔ [2] تفسیر طبری ج ۳ ص ۶۵

۲۔ عن عبد اللہ بن مسعودؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الربا بضع وسبعون باباً والشرک مثل ذلک۔ (رواہ البزار رواتہ رواۃ الصحیح)

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سود کے مفاسد کچھ اوپر ستر ہیں۔ اور شرک اس کے برابر ہے۔ اس کو بزار نے روایت کیا ہے اس کے راوی صحیح کے راویوں کی طرح ہیں۔

۳۔ عن عبد اللہ بن سلامؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الدرھم یصیبہ الرجل من الربا اعظم عند اللہ من ثلاثۃ وثلاثین زنیۃ یزنیھا فی الاسلام۔ (رواہ الطبرانی)

حضرت عبد اللہ بن سلامؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایک درہم جو کوئی سود سے حاصل کرے اللہ کے نزدیک مسلمان ہونے کے باوجود تینتیس بار زنا کرنے سے زیادہ شدید حرام ہے۔

۴۔ وعن ابن مسعود رضی اللہ عنہ ذکر حدیثاً عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال فیہ ما ظھر فی قوم من الزنا والربا الا احلوا بانفسھم عذاب اللہ۔ (رواہ ابو یعلی باسناد جید)

حضرت عبد ابن مسعودؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث نقل فرمائی جس میں یہ بھی ہے کہ جس قوم میں زنا اور سود کا شیوع ہوا۔ اس نے یقیناً عذاب الٰہی کو اپنے اوپر اتار لیا۔

تبادلہ جنسین اور سود

اب تک کی گفتگو ربا النسیہ کے بارے میں تھی جس کی حرمت میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ربا الفضل کی حرمت کسی آیت قرآنی سے صراحتاً ثابت نہیں ہے۔ لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بصیرت سے ربا کے متعارف مفہوم (یعنی ربا النسیہ قرض و ادھار پر نفع لینا) میں وسعت فرماکر تبادلہ جنسی میں بھی کمی بیشی کو ربا میں شامل فرمادیا تھا۔ چنانچہ ربا الفضل کی حرمت دراصل حسب ذیل فرمان نبوی پر مبنی ہے۔

الذهب بالذهب والفضة بالفضة والبر بالبر والشعير بالشعير والتمر بالتمر والملح بالملح مثلاً بمثل سواء بسواء یداً بید واذا اختلفت هذہ الاصناف فبیعوا کیف شئتم اذا کان یداً بید

سونا سونے کے بدلے، چاندی چاندی کے بدلے، گیہوں بدلے گیہوں کے، کھجور بدلے کھجور کے اور نمک اگر نمک کے بدلے لیا دیا جائے تو برابر سرابر اور دست بدست ہونا چاہئے۔ اور اگر یہ اصناف مختلف النوع ہوں تو جس طرح چاہو بیچو، مگر دست بدست پھر بھی مشروط ہے۔

اس کے علاوہ صحیح بخاری ومسلم کی متعدد احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ صحابہ اس قسم کی بیع وشرا کرتے تھے۔ اور آپ نے عملاً اس قسم کے موقع پر ان کو ٹوکا تھا۔ چنانچہ صحیح مسلم کی ایک حدیث ہے۔

عن ابی سعید الخدریؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لاتبیعوا الذہب بالذہب الامثلا بمثل ولاتشفوا بعضہا علی بعض۔ ولاتبیعوا الورق بالورق الامثلا بمثل ولاتشفوا بعضہا علی بعض ولا تبیعوا منہا غائباً بناجز۔

حضرت ابو سعید الخدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سونے کو سونے سے فروخت نہ کرو مگر برابر سرابر اور ایک کو دوسرے پر زیادہ نہ کرو۔ اور چاندی کو چاندی سے نہ بیچو۔ مگر برابر سرابر۔ اور ایک کو دوسرے پر زیادہ نہ کرو۔ اور غائب کو نقد سے فروخت نہ کرو۔

ایک موقع پر ایک صحابی نے حضرت عمرؓ کے سامنے ایک شخص سے سونا خریدا اور کہا پلٹ کر آؤ ہمارا خادم آتا ہے تو ہم تم کو اس کے بدلے چاندی دے دیں گے حضرت عمرؓ نے فوراً ٹوکا کہ:۔

فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بلاشبہ رسول اکرم نے ارشاد فرمایا ہے کہ

قال الورق بالذهب ربا الاھا وھاء والبر بالبر ربا الاھاء وھا والشعیر بالشعیر ربا الاھاء وھاء والتمر بالتمر ربا الاھاء وھاء

چاندی سونے کے بدلے، گیہوں گیہوں کے بدلے - جو جو کے بدلے - کھجور کھجور کے بدلے (اگر لیا دیا جائے) تو سود ہے - الا یہ کہ ایک ہاتھ سے دیا اور ایک سے لیا جائے۔

اس مضمون کی متعدد احادیث صحیح بخاری میں بھی موجود ہیں جن سے بصراحت ثابت ہوتا ہے کہ سونے چاندی، اشرفی، گنّی، گندم - جو، کھجور، اور نمک کی بیع و شرار میں وصف، مقدار اور وزن کی مماثلت لازمی ہے مزید براں ان اشیار کی خرید و فروخت بطور ادھار بھی جائز نہیں ہے۔ (باقی)

جواہر الفقہ

عظیم اسلامی انسائیکلوپیڈیا

تالیف حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ بانی دارالعلوم کراچی

جس میں فقہ اسلامی اور سائنس جدید سے پیدا شدہ مسائل پر حضرت مفتی اعظمؒ کی تقریباً پچاس کتب و رسائل و مقالات جدید اضافہ کے ساتھ عصری موضوعات پر عظیم تحقیقات عضاء کی سرجری اور خون کا استعمال، اسلام کے نظام تقسیم دولت پر ایک بین الاقوامی اسلامی سیمینار، علم نبوی کی تحقیق، بیمہ زندگی، انتخابات اور شرعی ضابطہ، حق تصنیف اور رائجاد اسلام اور صحافت، مشینی ذبیحہ معمہ لاٹری اور ریس، زرعی نظام عشر و خراج، مسلم پرسنل لا و سماجی اصلاحات پر متبادل تجاویز ان کے علاوہ علم تفسیر و حدیث تاریخ تجدید ایمان و عقائد اور خطبہ جمعہ، سمت قبلہ تقلید، رد بدعت اور دیگر جدید مسائل، ہدیہ جلد اول مجلد ۲۲/۰ جلد دوم مجلد ۲۴/-

ملنے کا پتہ:- ندوۃ المصنفین اردو بازار جامع مسجد دہلی ۶